جلد۱۰ شمارہ۱۶، ۲۰۲۳

Article

Features of Urdu Literary Review

اردو ادبی تبصرہ نگاری کے خدوخال

Shakeel Ahmad*[1]

[1] Assistant Professor, Head of Department of Urdu, Govt. Graduate College, Shakargarh

*Correspondence: shakeelahmadskg@gmail.com

[1] **شکیل احمد**

[1] اسسٹنٹ پروفیسر، صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج، شکر گڑھ

Abstract: Urdu Literary Review writing is the foundation of Urdu literary criticism. Its history is not as old as the tradiation of Urdu literature. Hali, with Sir Sayyed and Waheedu-Din Saleem, is the first critic and Literary Review writer. This study is not a new attempt nor primarily a new exegesis in the field of Literary Review writing but a sustained reflection on the basic principles and criteria of its features and canvas by analysing its style, contents and tradition. This study raises the questions whether Urdu Literary Review writing is relevant to the demands and expectations of the present age and the reader and assist both of them.

This paper marks the basic trends of Review writing, its merits and demerits. In the this paper qualitative research has been followed. Literary research designe and Internet sources are consulted. The future researchers can make a comparison/contrast of Urdu Literary Review writing with the Literary reviews of other languages.

Keywords: Literary Review, Features, Tradiation of Urdu literature, Principles & Criteria, Contents & Tradition, Demands & Exoectatuions, Comparison & Contrast, reviews of other languages.

eISSN: 2073-3674
pISSN: 1991-7813
Received:13-05-2023
Accepted:23-05-2023
Online:30-06-2023

Copyright: © 2023 by the authors. This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

اُردو ادبی تبصرہ نگاری کی روایت کا عرصہ ڈیڑھ صدی سے متجاوز ہے۔ تبصرہ نگاری کا آغاز ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے قریب زمانہ میں ہوا۔ اُردُو ادب کی بہت سی دیگر جدید اصنافِ نظم و نثر کی طرح تبصرہ نگاری بھی انگریزی ادب کے اثرات کی مرہونِ منت ہے۔ تبصرہ نگاری کے آغاز کا سبب جدید تقاضوں کے پیشِ نظر تقریظ نگاری کے مروجہ توصیفی انداز سے گریز اور ادب پارے کے حسن و قبح دونوں کو دیکھنے کا اندازِ دیگر ہے۔ اردو زبان و ادب میں تبصرہ نگاری اب ایک مستقل فن اور صنف کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ رسائل و جرائد کے آغاز سے تبصرہ نگاری کی روایت قائم ہے جس کا تسلسل تاحال جاری ہے۔ بطور صنفِ ادب صنفِ تبصرہ نگاری کا تعلق غیر افسانوی ادب سے ہے۔ عصرِ حاضر میں جدید ترین تقاضوں کے پیشِ نظر یہ صنف اپنی مضبوط اور توانا روایت کی بدولت از حد اہمیت اختیار کر چکی ہے۔ پروفیسر خورشید احمد کے خیال میں: "اُردو میں تنقید کی طرح تبصرہ بھی جدید ترین صنف ہے جس نے ایک توانا روایت کی صورت اختیار کر لی ہے۔ ا؎ تبصرہ، تنقید سے الگ صنف اور جُدا وجود کا حامل ہے۔ فوری تاثر کا مظہر ہونے کی بنا پر تبصرہ تنقید پر اوّلیت بھی رکھتا ہے۔ یہ فن پارے کے بارے میں فوری متوازن رائے ہوتی ہے جو نہ صرف بہتر تخلیق کے لیے معاون ہے بلکہ مثبت تنقید کو بھی اساس فراہم کرتی ہے۔ تبصرہ جمالِ فن کا فوری اور بے ساختہ اظہار ہونے کی بنا پر تنقید نو کے لیے چراغ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ تبصرہ نگاری کی نئی تخلیق اور تنقید کے لیے اساسی حیثیت مسلّمہ ہے۔ حفیظ الرحمان کے خیال میں:

> "دور حاضر میں علوم و فنون کی توسیع و ترقی سے نئے نئے شعبے وجود میں آئے ہیں علم و فن کی نئی نئی راہیں کھُلی ہیں۔ چنانچہ تنقید کی ایک اہم شکل تبصرہ نگاری ہے جس نے اب ایک باقاعدہ فن کی صُورت اختیار کر لی ہے تبصرے میں تنقید کی ثقالت تحقیق و تدقیق اور علمی گہرائی نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک ماہرانہ رائے ہے جو کتاب کی مجموعی قدر و قیمت کو ظاہر کرتی ہے" ۲؎

تبصرہ کیا ہے؟ انگریزی اور اُردُو میں تبصرہ نگاری کی روایت، تبصرے کا دائرہ کار کیا ہے؟ تبصرہ اور دیگر اصناف میں فرق کیا ہے؟ تبصرہ کی اقسام کونسی ہیں؟ تبصرہ نگاری کے اہم رجحانات کون سے ہیں؟ فکری و فنی لوازمات کون سے ہیں؟ مُبصّر کے فرائض، ادبی تبصرہ نگاری کے افادی پہلوؤں کے علاوہ تبصرہ نگاری کے امتیازات اور خصائص کون سے ہیں؟

تبصرہ کیا ہے؟:

اُردُو و ادب میں لفظ تبصرہ انگریزی اصطلاح (Review) کا متبادل ہے۔ تبصرہ کتاب یا فن پارے پر مختصر یا مفصّل تبصرہ Article) (Review دونوں صورتوں میں کیا جاتا ہے۔ "تبصرہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مادہ "بَصُرَ" ہے اور اس کے معانی "کسی چیز کو جاننا، اور دیکھنا کے ہیں۔ لفظ عربی زبان میں اس مادے سے کئی الفاظ بنتے ہیں۔

"تبصرہ عام استعمال میں ہلکی پھلکی رائے کے اظہار کے لیے کیا جاتا ہے۔
تبصرہ کے لغوی معنی تفصیل، تصریح و توضیع اور بینا کرنے کے ہیں۔ ۳

بَصُرَ، بَصِرَ جن کے معنی غور سے دیکھنا، سوچنا، غور کرنا۔ اِستَبْصَر، اچھی طرح دیکھنا ظاہر کرنا اور اَلْمُبصر کے معنی نگہبان کے ہیں۔ عمومی انداز میں تبصرہ رائے ظاہر کرنے، کسی امر یا واقعہ کے بارے میں اظہارِ رائے ہوتا ہے جس میں خوبی اور خامی دونوں پہلو پائے جاتے ہیں۔ "فرہنگ عامرہ" میں تبصرہ (تبً۔ صِرَہٗ) کے لغوی معانی عینک، بینا کرنا، سمجھانا اور دِکھانا کے ہیں" ۴ فارسی میں "تبصرہ کردن" سے مُراد "کسی بات کو روشن اور واضح کرنا ہے"۔ ۵ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی تبصرہ کی تعریف کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

"کتاب پر تحریری شکل میں مختصر یا طویل اظہارِ رائے کا نام تبصرہ نگاری ہے۔ دُوسرے الفاظ میں کسی کتاب کے مندرجات، اس کی علمی و ادبی نوعیت، افادیت و اہمیت، مشمولات کی صحت یا عدم صحت، اس کا علمی و ادبی معیار اور اس کی مجموعی قدر و قیمت کا ایک مضمون کی شکل میں تعین اس کتاب پر تبصرہ کہلاتا ہے، جسے ریویو (Review) کرنا بھی کہتے ہیں"۔(۶)

گویا تبصرہ کتاب کے مندرجات اور مشمولات کے بارے میں اظہارِ رائے اور دیگر امور کا جائزہ لینا ہے۔ ان معانی کو سامنے رکھ کر ادب میں ایک مخصوص طرزِ تحریر یا صنف کے طور پر استعمال ہونے والے لفظ تبصرہ پر غور کریں تو ایک خاص تناظر میں مذکورہ بالا سارے مفاہیم اس میں پائے جاتے ہیں۔ تبصرے میں ظاہر و باطن اور حسن و قبح دونوں پہلوؤں کو سامنے لایا جاتا ہے۔ نامور اہلِ علم کی آرا کے مطابق تبصرہ کے معنی و مفہوم مخصوص رنگ میں آتے ہیں۔ تبصرہ کے جملہ خصائص کا احاطہ کرتے ہوئے ڈاکٹر کلیم الدین احمد لکھتے ہیں:

"کسی تصنیف، کلام یا واقعہ کے متعلق سرسری طور پر بحث و مباحثہ کے لیے جب رائے
کا اظہار کیا جاتا ہے تو اسے تبصرہ کہا جاتا ہے۔ اس کا مقصد کسی کتاب کے جوہر کا پتہ لگانا اور

اسے اجمال یا تفصیل کے ساتھ پیش کرنا اور جو کچھ کہا جائے اس سے کتاب کی اہم ترین خصوصیات واضح ہو جائیں"۔(۷)

ادبی تبصرہ نگاری کی اصطلاح اپنے مخصوص تناظر میں استعمال ہوتی ہے۔ ادبی تبصرہ اپنی مخصوص ہیت، حدود و تحدید اور پیش کش کے اعتبار سے الگ تشخص کا حامل ہے۔ اجمال یا تفصیل ہر دو طرح سے کتاب کا تعارف، قدر و قیمت کا تعین اور جوہر کا پتہ لگانا اس کا خاصا ہے۔ عمومی انداز میں لفظ تبصرہ کثیر الاستعمال لفظ ہے۔ روز مرہ کے معاملات میں موقع محل کے مطابق لفظ تبصرہ مختلف النوع پہلوؤں کا حامل لفظ ہے۔ صحافت میں تبصرہ متنوع موضوعات پر ناقدانہ اظہار رائے ہوتا ہے عمومی طور روز مرہ کے معاملات میں تبصرہ کا لفظ کثرت سے استعمال ہوتا ہے جس میں نکتہ چینی مثبت اور منفی ہر دو انداز سے ہوتی ہے۔ تبصرہ مطبوعہ مواد کے موضوع کا تجزیاتی اور تنقیدی جائزہ ہے۔

"انسائیکلوپیڈیا آف لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس" میں تبصرہ کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

"An elegant form of Surrogation for a set of works closelyRelated to a highly specific subject is the review"(۸)

ریویو شاندار انداز میں ادب پارے کا مخصوص ہیت اور انداز خاص سے اظہار رائے ہے۔ جو خاص تناظر میں ہوتا ہے۔ انگریزی میگزین پرنسٹن بک ریویو(Princeton Book Reviews) کے مطابق تبصرہ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"A Book review is a form of literary criticism in which a book Is merely described (summary review) or analyzed based on Content , style and merit." (۹)

تبصرہ اپنی مخصوص ہیت اور جداگانہ تشخص کی بدولت از حد قدر و قیمت کی حامل صنفِ ادب ہے۔ تخلیق اور تنقید کے باہم رشتے کو مربوط رکھنے میں اس کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔ کتاب کی اشاعت کے فوری بعد ایک متوازن اور غیر جانبدار رائے جو قارئین کی رہنمائی کرتی ہے۔ کتاب کا تعارف، ملخص اور قائم مقام تبصرے کی صورت میں ادبی حلقوں اور قارئین تک پہنچتا ہے۔ تبصرہ نگاری کے اس بنیادی اور فعال کردار کے حوالے سے ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

"کتاب کے موضوع کے متعلق روشنی ڈالنا، رائے ظاہر کرنا تبصرہ کہلاتا ہے۔ تبصرہ انگریزی میں (Review) کا ترجمہ ہے۔ اس جدید صنف ادب کا رواج اُردو میں انگریزی کے زیر اثر ہو"(۱۰)

اظہارِ رائے کو انسانی شعور جتنا قدیم کہا جاتا ہے۔ تنقید اور تخلیق کی بحث میں یہ کہا جاتا ہے کہ انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی تنقید کا آغاز ہو گیا تھا۔ آدم کی تخلیق پر ملائکہ کا اللہ تعالیٰ کی بار گاہ میں شکوہ کے انداز میں اظہارِ رائے اس کا نکتہ آغاز قرار دیا جاتا ہے۔ بہر حال انسانی علم انسان کی خوب سے خوب تر کی جستجو کی بدولت ابتدائے آفرینش سے تاحال مسلسل ارتقائی سفر کی منازل طے کر رہا ہے۔ عصرِ جدید میں انسانی علم کے بہت سے نئے شعبے وجود میں آئے ہیں اور اپنا الگ تشخص قائم کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ دنیا عالمی گاؤں (Global Village) کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ خطہ ارض کے کسی کونے کھدرے میں رونما ہونے والا کوئی اہم واقعہ پوری دنیا پر اثرات مرتب کرتا ہے۔ کچھ ایسی صورت حال ادب پر بین الاقوامی اثرات کی بھی ہے۔ جدید انگریزی اثرات کی بدولت تبصرہ نگاری کی ابتداء برعظیم میں صحافت کے آغاز سے ہوئی۔ مشرق و مغرب کے اخبارات و رسائل میں تبصرے کے لیے صفحات کا مخصوص ہونا اس صنف کی اہمیت وافادیت کا بھی عکاس ہے۔ اور فروغ وترقی کا سبب بھی ہے۔ اُردو زبان وادب میں تبصرہ نگاری کی ابتداء اور ترویج وترقی انگریزی اثرات کی بدولت ہوئی۔ امریکہ اور یورپ میں تبصرہ نگاری پر خصوصی توجہ دی جاتی رہی ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ نے تبصروں کے معیار اور رائے عامہ کے ذوق کی آبیاری میں اہم کردار ادا کیا۔ گویا مغرب کی طرح برعظیم میں بھی تبصرہ نگاری کی صنف کی ترقی اور ترویج میں ذرائع ابلاغ نے ہی نمایاں کردار ادا کیا۔ فنِ تبصرہ نگاری کا تعلق ابتداء سے صحافت کے ساتھ جُڑا ہوا ہے۔ محمد اسلم ڈوگر فنِ تبصرہ کی ترقی میں صحافت کے کردار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

" صحافت کی ترقی کے ساتھ ساتھ تبصرہ نگاری کا فن بھی ترقی کی منازل طے کرتا رہا۔ برطانوی اور امریکی اخبارات نے اس سلسلے میں خاصی ترقی کی اور مختلف تبصرہ نگاروں کے چند کلمات بھی کتاب کی فروخت میں اہم کردار ادا کرنے لگے"(۱۱)

تبصرہ نگاری کے ارتقائی سفر کا دورانیہ صنف اردو ادب میں ۱۸۵۷ء تاحال ڈیڑھ سو سال سے زیادہ کے عرصہ پر محیط ہے۔ آغاز تاحال صنفِ تبصرہ کی تاریخ مضبوط اور توانا روایت کی حامل ہے۔ اُردو ادبی تبصرہ نگاری کی روایت کن مراحل سے گزر کر عصرِ حاضر تک پہنچی ہے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ اس کے آغاز اور انگریزی تبصرہ نگاری کے اُردو کی ادبی تبصرہ نگاری کی روایت پر اثرات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

انگریزی میں ادبی تبصرہ نگاری کا آغاز:

انگریزی میں تبصرہ نگاری کی ابتداء و ارتقاء سے واقفیت اس لیے ضروری ہے کیونکہ اُردُو میں تبصرہ نگاری (Review) کا آغاز انگریزی اثرات کے زیر اثر ہوا۔ اُردُو ادبی تبصرہ نگاری کا ایک سرا انگریزی میں تبصرہ نگاری کی روایت سے جُڑا ہوا ہے۔ انگریزی میں صنفِ تبصرہ کا آغاز سترھویں صدی میں ہو گیا تھا۔ اس صنف کا گہرا تعلق صحافت سے جڑا ہوا ہے۔ اخبارات اور رسائل و جرائد کی ترقی سے اس صنف کو فروغ مِلا۔ صحافت کی ابتدائی دور میں ہی اہلِ قلم کو آگاہ رکھنے کے لیے اخبارات، رسائل اور جرائد تازہ مطبوعات کی خبر تبصرے کی صورت میں شائع کرتے تھے۔ یہ صنف بتدریج ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی مخصوص ہیت اور شکل میں موجودہ ادبی حیثیت کو پہنچی۔ انگریزی زبان وادب میں ادبی تبصرہ نگاری کی روایت کے آغاز وارتقا کے ضمن میں ڈاکٹر محمد ضیاالدین انصاری لکھتے ہیں:

> " انگلستان میں تبصرہ نگاری کا آغاز سترھویں صدی عیسوی میں ہو گیا تھا۔ اس کی ابتدائی شکل یہ ہوئی کہ تازہ مطبوعات سے اہلِ علم کو باخبر رکھنے کی غرض سے کتابوں سے متعلق نوٹس (Notice) اور اطلاع نامے جاری کیے جاتے جن سے ان مطبوعات کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی جاتی تھیں۔ ان ابتدائی مراحل سے گزر کر انگلستان عہد روشن خیالی میں پہنچنے تک علم وادب کی ہمہ جہت ترقی کے ساتھ ساتھ، تبصرہ نگاری کو بھی متعین شکل اور ادبی حیثیت حاصل ہو گئی" (۱۲)

انگریزی میں تبصرہ نگاری کی روایت رسائل و جرائد سے وابستہ ہونے کی بدولت تقریباً رسائل و جرائد جتنی قدیم ہے۔ انگریزی ادب میں تازہ مطبوعات کے تعارف، قدروقیمت کے تعین اور قارئین کی آگہی کے لیے تبصرے کا آغاز ہوا۔ ادبی تبصرے کا امتیازی پہلو یہ تھا کہ یہ کتاب کی مقبولیت اور مصنف کی شہرت کو کم یا زیادہ کرنے میں فعال کردار ادا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں تبصرے ناشرین کتب کی ناموری اور ہر دلعزیزی کا باعث بھی ہوتے تھے۔ یہ کہنا دُرست ہے کہ تبصرہ نگاری کے آغاز وارتقا نشوونما فروغ اور مقبولیت میں سب سے اہم کردار رسائل و جرائد کا ہی ہے۔ عصرِ حاضر کے نامور مبصر اور فنِ تبصرہ نگاری کے ماہر ڈاکٹر سفیر اختر کے مطابق تبصرے کی روایت رسائل و جرائد سے وابستہ ہے انگریزی زبان وادب میں بالخصوص انیسویں صدی کے آغاز ہی سے تبصرہ نگاری کی اہمیت میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا تھا۔ صحافت سے وابستگی کی بدولت جیسے جیسے صحافت کو فروغ ملا تبصرہ نگاری کی نشوونما میں زبردست اضافہ ہوا۔ نئے نئے رسائل و جرائد کے اجراء سے اس فن کے پنپنے کے مواقع اور زیادہ روشن ہوتے گئے انگریزی میں تبصرہ کے ابتدائی نقوش کا سرا تلاش کیا جائے تو

"ایڈنبرگ ریویو اینڈ کرٹیکل جرنل" انگریزی میگزین اس سلسلہ میں اختصاص اہمیت کا حامل ہے۔ ایڈنبرگ جرنل نے نئی تخلیقات کے تعارف تبصرہ کا سلسلہ شروع کیا۔ڈاکٹر محمد ضیاالدین انصاری کے خیال میں:

> "انگریزی تبصرہ نگاری کی تاریخ میں 1802ء کو خصوصی حیثیت حاصل ہے۔ یہاں سے ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ اس سال انگریزی ادب کے انتہائی اہم رسالے"Edinburg Review and critical journal" کا اجراء عمل میں آیا"(۱۳)

ایڈنبرگ ریویو اینڈ کرٹیکل جرنل میں دیگر ادبی و تنقیدی مضامین کے علاوہ اعلیٰ معیاری تبصرے بھی بالالتزام شائع ہوتے تھے۔ اس ادبی رسالے کی اہمیت و افادیت کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی تھا کہ اس میں معیاری ادبی تبصرے چھپتے تھے۔ان تبصروں میں غیر جانبدرانہ اور بے لاگ رائے کا اظہار ہوتا تھا۔ادبی تبصرے کی روایت کو مضبوط، مستحکم اور آگے بڑھانے میں اس رسالے نے اہم کردار ادا کیا۔دیگر اہم برطانوی رسائل و جرائد میں ڈینیل ڈی فو کا "ریویو"(Review) رچرڈ سٹیل کا "دی ٹیٹلر"(The Tattler 1709)، جوزف ایڈیسن کا سپیکٹیٹر(The Spectator1711)، دی پیپل(The People 1781)، دی آبزرور (The Observor 1791)اور سنڈے ایکسپریس(The Sunday Express) نمایاں ہوئے۔دیگر اہم انگریزی رسائل و جرائد میں Black wood Magazine, The Quarterly Review ہے۔ان رسائل نے انگریزی ادبی تبصرہ نگاری(English Litrury Review) کی روایت کی پختگی میں اہم کردار ادا کیا۔اس دور کے کچھ دیگر رسائل جن کو قبول عام حاصل ہوا ان میں Spectator Nation, Sunday Review Times Litrary Supplement London (Weekly) اور Atlantic Monthly نمایاں تھے۔ڈاکٹر ظ-انصاری اوّلین انگریزی مبصرین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "کالرج" میتھو آرنلڈ اور میکالے محض اوّلین تبصرہ نگار ہیں، تھے مگر قلم کی قوت ،مطالعے کی وسعت اور فیصلہ دینے کی ہمت نے انگریزی جرنلزم کو اس فن کی روشن مثالوں سے روشناس کیا میکالے کے بعض مقالات کا ہندوستان میں بڑا چرچا رہا ہے"(۱۴)

انگریزی میں تبصرہ نگاری کے ابتدائی نمونے مختلف اخبارات، رسائل اور جرائد میں ملتے ہیں۔اوّلین مبصّرین میں کالرج، میتھو آرنلڈ اور میکالے ایسے نام ہیں جو قابلِ ذکر ہیں۔انگریزی کا پہلا باقاعدہ تبصرہ نگار سینٹ بیو(Saintt Bauue) کو قرار دیا جاتا ہے۔ Frank Swinnertin اپنے مطبوعہ لیکچر میں سینٹ بیو کو پہلا انگریزی تبصرہ نگار قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس کی عادت تھی کہ ہفتے کے پانچ دن مسلسل بارہ گھنٹے اپنے ایک مضمون (تبصرے) کی تیاری پر کھپا دیتا پھر ایک دن پروف کی درستی میں اور پھر ایک دن مکمل چھٹی، ہر سوموار (پیر) کو اس کا مضمون نکلتا اور صرف ایک کتاب سے بحث کی جاتی" (۱۵)

بیسویں صدی کے اہم برطانوی تبصرہ نگاروں میں شاکے، پرسٹلے سوئنرٹن اور آرنلڈ بینٹ (A.Bannt) کے نام نمایاں ہیں۔ مختلف اخبارات اور رسائل میں تبصرہ کے اس سلسلے کو جگہ کی کمی کے باوجود اہمیت دی جاتی تھی۔ مختلف رسائل و جرائد میں جگہ کی کمی کے باوجود ادبی تبصرہ نگاری کے لیے صفحات کا مختص ہونا اس کی اہمیت و افادیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ڈاکٹر ظ-انصاری انگریزی میں اس روایت کے تسلسل کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اخباروں، رسالوں میں جگہ کی کمی کے باوجود، قدامت کا نگہدار انگریز بنا رہا ہے۔ " ٹائمز" کے علاوہ آبزرور (Observer) نے تبصرہ نگاری کا معیار سنبھالے رکھنے کی بھر پور کوشش، سنجیدہ اشاعت گھروں کے رسالے بھی تبصروں کو تجارتی مصلحت سے اہمیت دیتے رہے ہیں" (۱۶)

اُردو میں ادبی تبصرہ نگاری کے ابتدائی نقوش:

اُردو کی جدید اصنافِ نظم و نثر میں سے بیشتر انگریزی زبان و ادب کے اثرات کی مرہونِ منت ہیں۔ تبصرہ (Review) کے ابتدائی نقوش کا سِرا تلاش کرنے کی جستجو کی جائے تو اس کے لوازمات تنقیدی رائے کی صورت میں مقدمہ، تقریظ اور دیباچوں کی صورت میں موجود تھے۔ جہاں تک تبصرہ نگاری کی صنف کی باضابطہ ابتداء کا تعلق ہے تو اس کا آغاز انگریزی اثرات اور انگریز عملداری میں ہوا۔ڈاکٹر انور سدید کے بقول:" اس جدید صنفِ ادب کا رواج اُردو میں انگریزی کے زیرِ اثر ہوا"۷ا برعظیم میں سیاسی، سماجی اور تہذیبی اقدار میں رونما ہونے والی تبدیلیوں نے ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ انگریز سے ماقبل مسلمان برعظیم میں آئے تو نئی زبان اُردو کے آغاز اور نشو و نما کا سبب ٹھہرے۔ اُردو زبان کی بیشتر اصنافِ نظم و نثر ایسی ہیں جو مسلمان حکمرانوں کے اثرات کی بدولت عربی اور فارسی سے اُردو میں مروج ہوئیں مُسلم دور حکومت کی عطا ہیں۔ تمدن ہند پر مسلمان فاتحین کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ عدل و مساوات کے تصورات، معاشرتی اقدار سیاسی و سماجی نظام کے علاوہ لسانیات کے حوالے سے بھی مسلم اقتدار کے اثرات برعظیم پر مرتب ہوئے۔ ہندوستان کے معاشرے اور ادب پر جس طرح مسلمانوں کے اثرات نے اپنے نقوش چھوڑے بالکل ایسے ہی بعد میں انگریز اقتدار کے اثرات بھی نمودار ہوئے۔ برعظیم پر مرتب ہونے والے اثرات کا

پس منظر بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر تاراچند رقم طراز ہیں:

"ہندو تمدن کی روح اور ہندو ذہن بھی تبدیل ہو گیا، مسلمانوں نے زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیااور اسی کے ساتھ ایک نیا لسانی امتزاج بھی شروع ہوا۔ مسلمانوں کی آمد سے برعظیم میں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں تبدیلیوں کا رونما ہونا فطری امر تھا، تغیر و تبدل کے اس عمل میں لسانی تبدیلیاں بھی رونما ہوئیں اور ایک مسلم فاتحین کی بدولت نئے لسانی دور کا آغاز بھی ہوا"(۱۸)

ہندوستان کے معاشرتی ڈھانچے پر تہذیبی وثقافتی، معاشی و معاشرتی اور لسانی ہر حوالے سے مسلمانوں اور انگریزوں کے اثرات مرتب ہوئے۔ لسانی تبدیلیاں فطری طور پر وقت کے ساتھ ساتھ ویسے بھی رونما ہوتی ہیں۔ برعظیم میں مسلمانوں اور انگریزوں کی آمد سے بالخصوص لسانی تبدیلیاں مخصوص نہج پر ہوئیں۔ زبان وادب کا مطالعہ سیاسی وسماجی پس منظر میں کیاجائے تو یہ اثرات اور زیادہ واضح ہو جاتے ہیں ۔ تہذیبوں کا امتزاج بذاتِ خود لسانی تبدیلیوں کا پیش خیمہ ہوتا ہے ۔ ہندوستان میں مختلف اوقات میں باہر سے آنے والی اقوام بالخصوص مسلمان اور انگریز ہر دو نے برعظیم کے لسانی ڈھانچے کو از حد متاثر کیا۔ اردو زبان وادب جو مسلم دورِ حکومت کی عطا ہے اس کا بین ثبوت ہے۔ مسلم دورِ حکومت کے اثرات کا بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر چیٹر جی نے لکھا ہے:

"اگر ہندوستان پر مسلم قبضہ نہ ہوتا تو بھی لسانی تبدیلیاں ہوتیں اور ایک نیا لسانی دور شروع ہو کر رہتا۔ لیکن نئی ہند آریائی زبانوں کی پیدائش اور ان کے اندر ادب کی تخلیق اتنی جلدی نہ ہوتی۔ اگر مسلمانوں کے زیرِ اثر ایک نئے تہذیبی دور کا آغاز نہ ہوتا" (۱۹)

اسی صورت برعظیم پر انگریزی تسلّط کے بعد ہر شعبہ زندگی پر انگریزی اثرات وقت کے ساتھ ساتھ توانا ہوتے گئے۔ اُردُو زبان وادب پر بالخصوص فورٹ ولیم کالج اور دہلی کالج کی بدولت دوررس اثرات مرتب ہوئے۔ جدید تقاضوں اور اثرات کی بدولت انگریزی کی بہت سی اصنافِ نظم ونثر اُردُو میں مروج اور فروغ پذیر ہوئیں۔ 1857ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد یہ روایت مزید مستحکم اور پختہ ہوئی۔ انگریزی اثرات کے قبول میں تحریک علی گڑھ کا کردار کلیدی ہے کہ سر سید احمد خان اور ان کے رفقانے جدید اصناف کو اُردُو میں رواج دینے کے حوالے سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ چھوڑا۔ انگریزی عمل داری سے پہلے عربی فارسی کی روایت کے زیرِ اثر اُردُو ادب میں نئی شائع ہونے والی کتب کے ساتھ تقریظ دیباچہ اور مقدمہ کی اشاعت کا رواج تھا۔ دوسری جانب انگریزی میں کتاب کی اشاعت کے بعد بے

لاگ تبصرہ(Review) لکھنے کا رواج عام تھا۔ تقریظ، دیباچہ اور مقدمہ میں متعلقہ کتاب کے تعریف وتوصیف کے پہلوؤں کو ہی نمایاں کیا جاتا تھا اور تقریظ کا ایک رخ دکھایا جاتا تھا۔ عصری تبدیلیاں اس رویے پر بھی اثر انداز ہوئیں۔ اس انداز کے خلاف رد عمل کی صورت میں جدید صنفِ تبصرہ کا آغاز ہوا۔

انگریزی روایت کے زیر اثر ہمارے ہاں تقریظ کی روایت دھیرے دھیرے دَم دوڑنے لگی۔ سر سید احمد خان نے " آئین اکبری" لکھی تو اسد اللہ خاں غالب سے اس کی تقریظ لکھوائی۔ غالب جن کی چشمِ بینا حالات کی نزاکت کو بخوبی سمجھ رہی تھی اور تغیرات زمانہ کا کھلی آنکھوں سے نظارا کر رہی تھی۔ وہ سر سید کو عصری تقاضوں کے مطابق بدلنے کے متمنی تھے۔ اس کا بین ثبوت آئین اکبری کی تقریظ ہے۔ غالب نے آئین اکبری پر جو تقریظ لکھی وہ اس کے متن کی مناسبت سے فارسی میں لکھی۔ اُردو میں ریویو کے متبادل ومترادف کے طور پر کبھی "تنقید" کا لفظ استعمال کیا گیا کبھی "نقد" اور کبھی "تبصرہ" تاہم آج "تبصرہ" اور "تنقید" بالترتیب انگریزی اصطلاحات "ریویو" اور "کرٹسزم" کے لیے مستعمل ہیں۔ بقول سفیر اختر:

> " جب سر سید احمد خان، غالب سے تعریف و توصیف پر مبنی روایتی تقریظ کی تمنا کر رہے تھے مغرب میں " ریویو" مستقل فن کی مثبت اختیار کر چکا تھا اور وہاں کے اہل علم نئی مطبوعات کے حسن وقبح پر معروضی گفتگو کر رہے تھے۔ مغرب کے زیر اثر بعد میں جب اُردُو مصنفین نے تقریظ سے انحراف شروع کیا تو انھوں نے اپنی رائے کو "ریویو" کا نام دیا" (۲۰)

غالب کی لکھی ہوئی یہ تقریظ منظوم تھی جو بیس فارسی اشعار پر مشتمل تھی۔ غالب کی لکھی ہوئی اس تقریظ کی انفرادیت اور بڑی خوبی یہ تھی کہ یہ "تبصرہ نما" تھی۔ غالب سر سید احمد خاں کو ماضی کی بھول بھلیوں سے نکلنے کا مشورہ دیتے نظر آتے ہیں۔ جدید تقاضوں سے ہم آہنگ اور آشنا ہونے کی بات کرتے ہیں۔ "آئین اکبری" کا موضوع ماضی بعید کے آئین جہاں داری سے متعلق تھا انیسویں صدی کے وسط تک ہندوستان کے حالات یکسر بدل چکے تھے۔ فرسودہ موضوعات پر قلم فرسائی محض وقت کا ضیاع تھا۔ غالب سر سید احمد خاں ایسی مدبر شخصیت سے عصری نزاکتوں اور تقاضوں کو سمجھانے کے لیے کوشاں نظر آتے ہیں۔ یہ تقریظ در حقیقت بے لاگ تبصرہ تھی جس میں خالصتاً تبصرے کا رنگ نمایاں تھا۔ بر عظیم ادبی معرکے تو رہتے تھے لیکن تبصروں کا رواج نہ تھا۔ غالب نے سر سید احمد خان کی تقریظ لکھی اور سر سید نے شامل اشاعت نہ کی۔ وہ بھی در حقیقت بے لاگ تبصرہ ہی تھا۔ 1841ء میں پھر اپنے کلیات فارسی پر غالب کا دیباچہ بجائے خود ایک تبصرہ ہے غالب کی "آئین اکبری" پر لکھی گئی تقریظ کے حوالے سے ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری لکھتے ہیں:

"غالب نے تقریظ لکھی تو، لیکن یہ بھی لکھ دیا آئینِ کہن کو رائج کرنے سے کیا حاصل ہو گا۔ ہمیں چاہیے کہ آئین نو، یعنی انگریزوں کے وضع کردہ آئین کو نافذ کریں اور ان کی عطا کی ہوئی نعمتوں کا تذکرہ کریں"(۲۱)

غالب کا تنقیدی شعور جدید تقاضوں کو بھانپ رہا تھا چناچہ غالب کو اوّلیت حاصل ہے کہ انھوں نے تقریظ سے گریز کا رویہ اپنایا اور تبصرے کے انداز میں فن پارے کے حسن و قبح دونوں کے تجزیے کا راستہ اختیار کیا۔ عصری ذوق اور ضروریات کو بھی پیشِ نظر رکھا۔ غالب نے تقریظ میں جو واضح اور بے لاگ انداز اختیار کیا اس کے بارے میں اسماعیل پانی پتی لکھتے ہیں: "آئین اکبری کے مصحح نسخے پر غالب کی تقریظ کو "ریویو" یا "تبصرہ" کی جانب اوّلین انحراف کہا جاسکتا ہے"۲۲ گویا اسد اللہ خاں غالب جدید عصری تقاضوں کا بڑی حد تک ادراک رکھتے تھے۔ دنیا کیا سے کیا ہو رہی تھی غالب سر سید احمد خاں کو یہ باور کرانے کی سعی کر رہے تھے اور جدید تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھنے کے لیے قائل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اگرچہ اس وقت طبع سر سید پر یہ بات گراں گزری لیکن ازاں بعد وہ خود اس نظریے کے قائل اور مقلد بن گئے۔ بہت جلد آئین جہاں بانی کے بدلتے ہوئے رنگوں کے مطابق ان کے نظریات اور تحریر میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی۔ مولانا الطاف حسین حالی "یادگارِ غالب" میں لکھتے ہیں:

"تقریظ میں انھوں نے یہ تصیح "آئین اکبری" کے "مژدہ" کے ساتھ یہ بھی واضح کیا کہ اب آئینِ جہاں بانی بدل گیا ہے۔ اختیار دانایانِ افرنگ میں لینے والے ہیں۔ پرانے آئین جہاں داری کی ترتیب و تصیح میں وقت صرف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ سر سید احمد خان کو تقریظ پسند نہ آئی اور انھوں نے تقریظ واپس غالب کو بھجوادی"(۲۳)

برِ عظیم میں تبصرہ نگاری کی روایت کے فروغ اور نشوونما میں رسائل و جرائد نے بھی کلیدی کردار ادا کیا۔ ادبی تبصرہ نگاری اور صحافت کے مابین تعلق اور وابستگی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ صحافت کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس صنف کی اہمیت اور افادیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ سر سید اور ان کے رفقاء نے اس صنفِ تبصرہ کی ترویج و ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا۔ بقول سفیر اختر:

"سر سید احمد خاں اُن افراد میں سے ہیں جنھوں نے اُردو میں علمی و ادبی جرائد کا آغاز کیا اور ان سے تقریظ اور تبصرے کی صنف کو ترقی ہوئی"(۲۴)

اخبار "سائنٹیفک سوسائٹی"، تہذیب الاخلاق " اور اس عہد کے دیگر اخبارات و رسائل میں تبصرہ (Review) کے لیے صفحات مقرر کیے جانے لگے۔ تحریک علی گڑھ کے روح رواں سر سید احمد خاں بھی فن پارے کو حسن و قبح دونوں حوالوں سے پرکھنے کے قائل ہوگئے۔ سر سید احمد خاں کے نظریے میں رونما ہونے والی تبدیلی اس بات کا بین ثبوت تھی کہ وہ جدید تقاضوں کو بخوبی سمجھ رہے ہیں ۔انگریزی تنقید کے جو اثرات اردو تنقید پر مرتب ہوئے تھے وہ بھی حسن و قبح دونوں کو پرکھنے کے تھے۔ سر سید احمد خاں اور ان کے رفقا تبصرہ نگاری میں بھی تمام باتوں کو راستی سے بیان کرنے کے نظریے کے قائل

ہوگئے۔بقول محمد اسماعیل پانی پتی:

" تمام باتوں کو راستی سے بیان کرنے کے قائل ہوگئے اور صرف مدح و توصیف کے بجائے کتاب کے حسن وقبح پر نظر کرنے کو اہمیت دینے لگے "(۲۵)

" سائنٹیفک سوسائٹی " اخبار نے تبصرے کے چلن کو عام کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ " سائنٹیفک سوسائٹی " اخبار کا اثر کہا جائے یا عام چلن کہ اس اخبار کی تقلید میں دیگر اخبارات و رسائل نے بھی تبصرہ(Review) کے لیے "ادبی گوشہ " اور " ادبی کارنر " وغیرہ کے نام سے صفحات مختص کرنا شروع کر دیئے۔ تبصرہ کے معیار اور مقدار پر توجہ دی جانے لگی اور تبصرہ کے بنیادی مباحث زیر بحث آنے لگے۔ سر سید احمد خان اور ان کے رفقانے تبصرے کی صنف کو ثروت مند بنانے ہیں بنیادی کردار ادا کیا۔ علی گڑھ تحریک کے زیر اثر سائل کا کردار بھی فعال رہا۔ ڈاکٹر سفیر اختر اخبار " سائنٹیفک سوسائٹی " کے تبصرہ کے اساسی کردار کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"اسے اخبار " سائنٹیفک سوسائٹی " کی پیروی سمجھیں یا زمانے کا چلن کہ دور نزدیک کے رسائل نے کتابوں پر تبصروں کو اہمیت دینا شروع کی متعدد کتابوں پر تبصرے لکھ کر اس صنفِ ادب کو ثروت مند بنایا"(۲۶)

اخبارات و رسائل میں تبصرے کے واسطے مختص کیے گئے صفحات کے لیے اوّل اوّل مدیر ان کا قلم تبصرے کا فریضہ سر انجام دیتا تھا۔ تبصرے کی قدر و منزلت میں جیسے جیسے اضافہ ہوا تو تبصرہ نگاری کے لیے ماہرین فن کی خدمات لی جانے لگیں۔ تبصرہ کی تکنیک، اقسام، موضوعات، دائرہ کار، حدود و تحدید اور دیگر اصناف سے الگ تشخص جیسے مسائل زیرِ بحث آئے۔ گویا تبصرہ نگاری کے حوالے سے تمام امور اور مسائل کو ہوا دینے اور ابھارنے میں بھی صحافت کا کردار کلیدی رہا۔ فن تبصرہ نگاری اور اس سے متعلقہ مختلف امور اور مسائل کا حل بھی

اخبارات و رسائل میں اس موضوع پر شائع ہونے والے تبصروں اور مضامین سے میسر آیا۔ صنفِ تبصرہ نگاری کی ابتداء اس کے ارتقاء اور فروغ و استحکام میں اخبارات و رسائل کے کردار کی نوعیت اساسی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ رسائل و جرائد کی تعداد میں اضافہ ہوا جس نے اس صنف کی نشوونما میں اہم کردار ادا کیا۔ "ادبی کارنر" قریب قریب تمام رسائل و جرائد کا حصہ بنتا گیا جو بالخصوص تبصرے کے مختص ہوتا۔ "ریویو" "بک ریویو" "نقطۂ نظر" وغیرہ ایسے قابلِ ذکر رسائل ہیں جن کا منصۂ شہود پر آنے کا مقصد ہی کتب پر تبصرہ نگاری کرنا تھا۔ سر سید احمد خان اور ان کے رفقا کی خدمات بالخصوص اُردُو ادبی تبصرہ نگاری کے حوالے سے کلیدی ہیں۔ اس عہد کے دیگر اخبارات و رسائل نے بھی تبصرہ نگاری کے چلن کو اختیار کیا۔ انگریزی اثرات اور عصری تقاضے بھی اس صنفِ ادب کی آبیاری میں اپنا اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ بایں ہمہ فن تبصرہ نگاری نے وقت کے ساتھ ساتھ اپنی الگ پہچان اور تشخص قائم کیا۔ تنقیدی ادب کی دیگر اصناف سے تبصرہ نگاری کی انفرادی خصوصیات نمایاں ہوئیں۔ نقد و نظر کے ماہرین ادبی تبصرہ نگاری کو الگ سے صنفِ ادب قرار دینے لگے۔ اپنی مخصوص ہیت اور اختصار کی بدولت تبصرہ کتاب کے قائم مقام اور ملخص کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس میں ضخامت کا تعین ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

> " Condensation can be to about 1٪ of the words in the Original works. The evaluation criticisms, selection and organization involved in preparing.The review give it its strong feature as well as its brevity(۲۷)"

ادبی تبصرہ نگاری کی اہمیت و افادیت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔ عصر حاضر کا انسان ماضی کی بہ نسبت زیادہ مصروف ہے۔ وقت کی برق رفتاری کی بدولت انسان کے پاس اس قدر فرصت نہیں کہ وہ مختلف النوع موضوعات پر شائع ہونے والی ہزاروں کتب کا مطالعہ کر سکے۔ افراط و تفریط کے اس عام میں تبصرہ ایک توازن قائم کرتا ہے۔ ادبی تبصرہ نگاری قارئین کی قابل مطالعہ کتب کے حوالے سے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ افادیت کا یہ پہلو سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ قاری کی رہنمائی ہوتی ہے کہ فرصت اور فراغت کے لمحات میں کن کتب کا انتخاب مطالعہ کے لیے سود مند ہے۔ ڈاکٹر شمش الرحمان فاروقی بیان کرتے ہیں:

> "دوسری طرف کتنے یہ قارئین ایسے ہیں کہ کتابوں کے مرحلہ انتخاب میں عاجز آجاتے ہیں اور اپنی فراغت اور وسائل ایسی کتابوں کی خریداری اور مطالعے میں صرف کر دیتے ہیں، جو زیادہ مفید اور اہم نہیں ہوتیں یہ صورت حال زیادہ تر ان لوگوں کو پیش آتی ہے جو

اس راہ میں مبتدی ہوتے ہیں اور کتابی دنیا سے زیادہ آگاہ و باخبر نہیں ہوتے۔۔۔ نقد و تبصرہ کا مقصد پڑھنے والوں کو کتابوں میں سے بہتر کے انتخاب اور ان سے زیادہ زیادہ فائدہ اٹھانے میں مدد دینا ہے۔"(۲۸)

گویا تبصرہ نگاری کے افادی پہلوؤں میں قاری کی مدد اور رہنمائی سرفہرست ہے۔ نئی تخلیقات میں کونسی زیادہ اہمیت کی حامل ہیں اور قاری کے لیے سودمند بھی اس ضمن میں بھی مبصرین فعال کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مبصر کی رائے نہ صرف نئے تخلیق کاروں کا حوصلہ بڑھاتی ہے بلکہ بڑے پہلوؤں کی نشاندہی کرتا کہ وہ خوش فہمی نہ رہے۔ تخلیق کار کو اپنی خامیوں کا ادراک ہوتا ہے تو وہ آئندہ ان کو دور کرتا ہے۔ تخلیق کو تمام خرابیوں سے مبّرا سمجھنے کی روش ترک کرتا ہے اور حقائق سے چشم پوشی کی بجائے اصلیت سے آگاہ ہوتا ہے۔ یوں مبصر تبصرہ کے ذریعے قارئین اور مصنفین دونوں کی رہنمائی اور مدد کرتا ہے۔ قارئین کو معیاری کتب تک رسائل میں اور مصنفین کو معیاری کتب کی تخلیق میں رہنمائی کے حوالے سے عمدہ تبصرہ نگاری سے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ مبصر تبصرہ کے اختتام میں کتب کے پبلشر، کاغذ کی کوالٹی کتاب کے گٹ آپ اور قیمت کا یہ طریق احسن ذکر کر کہ گویا ناشرین کے کاروبار کی وسعت اور منافع بخش ہونے میں بھی معاونت کرتا ہے۔ دوسری طرف ناشرین کی خدمات کا بھی تنقیدی جائزہ تبصرہ میں جھلک دکھاتا ہے کیونکہ جلد کا احوال بیان کرنا ناشرین کے کاروباری انداز کو محتاط اور معیاری بناتا ہے۔ ناشرین ایسی تنقید سے بچنے کے لیے اپنی من مانیوں سے رک جاتے ہیں۔ تعریف و توصیف کی توقع میں معیاری کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تبصرہ کے اثرات کا احاطہ بہترین انداز میں اسی صورت کیا جا سکتا ہے جب مبصر فن تبصرہ نگاری کے لوازمات اور تقاضوں سے بخوبی آگاہ ہو بقول وارث سرہندی:

"تبصرہ کی بنیادی شرط کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ ہے۔ اگر کتاب نہیں پڑھی جائے گی تو کتاب کی قدر قیمت کا صحیح اندازہ ممکن نہیں ہو گا اور تبصرے میں غیر درست معلومات بیان ہو سکتی ہیں۔ اس سے مبصر کا وقار مجروح ہوتا ہے۔ کیونکہ تبصرہ لکھتے ہوئے وہ ایک ذمہ دار شخص ہوتا ہے اس لیے تبصرہ لکھنے والے کو نہایت باریک بینی کے ساتھ کتاب کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ دوسری شرط کتاب کے موضوع پر عبور تیسری شرط تبصرہ نگار دیانت دار ہو اور کتاب کے مطالعہ سے جو امر اس کے ذہن نے قبول کیا ہو اسے کسی اور رعایت کے بغیر مدلل انداز میں بیان کر دے"۔(۲۹)

تبصرہ نگاری کے تمام ضروری لوازمات پر مبصر کی نگاہ کا ہونا ضروری ہے۔ زبان و بیان کی صحت کامیاب تبصرہ کے لیے ضروری ہے۔ مبصر کتاب اور قاری کے درمیان رشتہ استوار کرنے میں کامیاب ہو جائے تو یہ فن کی معراج ہے۔ مبصرین کی محنت اور عرق ریزی کتاب اور قارئین کے باہم تعلق میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تبصرہ کے اثرات ادب اور تنقید پر مرتسم ہوتے ہیں۔ ان اثرات کی نوعیت کثیر الجہت اور دور اس نتائج کی حامل ہوتی ہے۔ تحقیق، تنقید اور تخلیق کے نئے در وا ہوتے ہیں۔ آئندہ کے تخلیقی ادب پر تبصرہ نگاری کے مثبت اور تعمیری اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ خورشید احمد، پروفیسر: ادبیاتِ مودودی، اسلام پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۷۴، ص ۱۴۔

۲۔ حفیظ الرحمان خان، خیال و نظر (علمی و ادبی خیالات) لاہور، کاروانِ ادب بار اوّل ۱۹۸۸ء، ص ۶۳

۳۔ نیر الحسن، مولوی نور اللغات (حصہ اوّل) طبع سوم نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد ۲۰۰۲ ص ۱۰۱۲۔

۴۔ محمد عبد اللہ خان خویشگی، فرہنگ عامرہ، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد طبع دوم ۲۰۰۷ء ص ۱۳۸

۵۔ "لغات فارسی" حضرو: دارِ فاروق، سن۔ن ص: ۱۸۱

۶۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اصنافِ ادب: سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۸۱۔

۷۔ کلیم الدین احمد: اُردو تنقید پر ایک نظر، ادارہ فروغ اُردو لکھنو، ۱۹۵۷ء ص ۳۰۳۔

۸۔ Encyclo Pedia of Library & Information Science, vol 29 , pg 245

۹۔ Princeton (2011) Book reviews scholarly definition document Princetion retrieved September (22/2011)

۱۰۔ انور سدید، ڈاکٹر، تبصرہ، مشمولہ، تبصرہ نگاری مرتبہ، صباء مرزا الوقار پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۲ء طبع اوّل فلیپ۔

۱۱۔ محمد اسلم ڈوگر: فیچر، کالم اور تبصرہ، مقتدرہ قومی زبان، طبع اوّل ۱۹۹۸ء، اسلام آباد، ص ۳۴۹

۱۲۔ محمد ضیاء الدین انصاری، ڈاکٹر، پیش لفظ آل احمد سرور کے تبصرے، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۲۰۰۳ء ص ۳

۱۳۔ ایضاً ص ۹

۱۴۔ ظ۔ انصاری، کتاب شناسی، محولہ بالا، ص ۸

۱۵۔ Frank Swinerstom's nith Lecture The reviewing and criticism of book J.M Dent & soms LTD London 19. Page 8.

۱۶۔ ظ-انصاری، کتاب شناسی، محولہ بالا، ص ۲۱

۱۷۔ انور سدید، ڈاکٹر، تبصرہ، مشمولہ، تبصرہ نگاری مرتبہ، صباء مرزاالو قار پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۲ء فلیپ۔

۱۸۔ تاراچند، ڈاکٹر، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، لاہور، مجلس ترقی ادب ۱۹۹۴ء ص ۲۲۸

۱۹۔ Indo Aryan and Hindi : S.K Chatterji, Calcutta 1994 Page : 90

۲۰۔ سفیر اختر، ڈاکٹر، اُردو میں تبصرہ نگاری کی روایت مشمولہ: ششماہی نقطہء نظر، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز۔ اکتوبر-مارچ ۱۹۹۷ء اسلام آباد، ص ۲۴۔

۲۱۔ محمد ضیاءالدین انصاری، ڈاکٹر، پیش لفظ آل احمد سرور کے تبصرے، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۲۰۰۳ء ص ۳

۲۲۔ اسماعیل پانی پتی، بحوالہ تبصرہ "نجم الامثال" مشمولہ "مقالات سرسید" جلد ہفتم، مجلس ترقی ادب لاہور، طبع دوم ۱۹۹۱ء ص ۲۹۳

۲۳۔ الطاف حسین حالی، مولانا: یادگار غالب، لاہور، عشرت پبلسنگ ہاوس، س ن، ص ۹۳،

۲۴۔ سفیر اختر، ڈاکٹر، اُردو میں تبصرہ نگاری کی روایت مشمولہ: ششماہی نقطہء نظر، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز۔ اکتوبر-مارچ ۱۹۹۷ء اسلام آباد، ص ۱۷۔

۲۵۔ محمد اسماعیل پانی پتی: محولہ بالا ص ۲۹۳۔

۲۶۔ سفیر اختر، ڈاکٹر، اُردو میں تبصرہ نگاری کی روایت مشمولہ: ششماہی نقطہء نظر، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز۔ اکتوبر-مارچ ۱۹۹۷ء اسلام آباد، ص ۱۷

۲۷ - A comprehensive Persian –English dictionary by F Steingass Ph. Lond 1963 5th Ed Page :121

۲۸۔ شمس الرحمان فاروقی، "شعر، غیر شعر اور نثر" محولہ بالا ص ۲۸۵

۲۹۔ وارث سرہندی، مضمون، مشمولہ، ماہنامہ "فاران" کراچی، مئی ۱۹۸۴ء، ص ۳۲۔